EDITORIAL

whatsapp/Cell:0301-4028464
E-Mail:tamashaipaper@gmail.com

ماہنامہ تماشائی لاہور
چیف ایڈیٹر ڈاکٹر کے ایس بٹالوی
MONTHLY "TAMASHAI" LAHORE

سفاک دشمن کو ہماری کسی اندرونی کمزوری سے فائدہ اٹھانے کا ہرگز موقع نہ دیا جائے

رمضان المبارک کے مقدس مہینے میں مزار داتا گنج بخش کے باہر خودکش حملہ چھ پولیس اہلکاروں سمیت دس شہادتیں ملک کی سلامتی کیخلاف ناپاک عزائم رکھنے والے سفاک دہشت گردوں نے رمضان المبارک کے مقدس مہینے کے دوسرے روز صوبائی دارالحکومت لاہور میں دربار داتا گنج بخش کے مین گیٹ پر موجود ایلیٹ فورس کی وین کو ٹارگٹ کر کے خودکش حملہ کیا جس میں چھ پولیس اہلکاروں سمیت دس افراد شہید اور 25 زخمی ہو گئے۔ ان میں دس زخمیوں کی حالت نازک بیان کی جاتی ہے جس کے باعث شہدا کی تعداد بڑھنے کا امکان ظاہر کیا جا رہا ہے۔ پولیس کی ابتدائی رپورٹ کے مطابق خودکش بمبار بدھ کی صبح آٹھ بجکر 45 منٹ پر داتا دربار کے گیٹ نمبر 2 کے سامنے کھڑی ایلیٹ فورس کی وین کے پاس آیا اور خود کو دھماکے سے اڑا لیا۔ دھماکے کے فوراً بعد قانون نافذ کرنیوالے اداروں نے علاقے کو گھیرے میں لے لیا اور شواہد اکٹھے کرنا شروع کر دیئے جبکہ دھماکے میں شہید ہونیوالوں کی نعشیں اور زخمی ہونیوالے افراد کو میو ہسپتال لاہور منتقل کر دیا گیا۔ آئی جی پولیس پنجاب عارف نواز خان نے جائے وقوعہ پر اخبار نویسوں سے بات چیت کرتے ہوئے بتایا کہ دھماکے میں تقریباً سات کلو دھماکہ خیز مواد استعمال کیا گیا اور اس میں پولیس ہی کو ٹارگٹ کیا گیا۔ انہوں نے دھماکے میں پانچ پولیس اہلکاروں کے شہید ہونے کی بھی تصدیق کی۔ ڈی آئی جی آپریشنز محمد اشفاق نے کہا کہ دھماکہ خودکش تھا یا نہیں اسکے بارے میں تحقیقات مکمل ہونے کے بعد ہی کچھ بتایا جاسکے گا۔ انکے بقول لاہور میں جنرل الرٹ ضرور تھا تاہم داتا دربار میں دہشت گردی کی ایسی کسی واردات کا خطرہ نہیں تھا۔ انہوں نے کہا کہ پولیس کا محکمہ قربانیاں دے رہا ہے۔ شہریوں کی حفاظت ہمارا فرض ہے جو ہم ادا کرتے رہیں گے۔ یہاں یہ امر قابل ذکر ہے کہ دہشت گردوں نے مزار داتا گنج بخش کو پہلی بار جولائی 2010 میں دہشت گردی کا نشانہ بنایا تھا جس میں پچاس افراد شہید اور 200 کے قریب زخمی ہوئے تھے۔ اب 9 سال بعد دہشت گردوں نے دوبارہ مزار داتا گنج بخش کو ٹارگٹ کیا ہے۔ صدر مملکت ڈاکٹر عارف علوی وزیراعظم عمران خان وزیراعلیٰ پنجاب سردار عثمان بزدار وفاقی اور صوبائی وزرا اور قومی سیاسی و دینی قائدین نے داتا دربار خودکش حملے کی شدید مذمت کرتے ہوئے اس سانحہ میں قیمتی جانوں کے ضیاع پر افسوس کا اظہار کیا ہے اور کہا ہے کہ رمضان المبارک کے مقدس مہینے میں ایسے قبیح فعل میں ملوث عناصر گمراہ کن ہیں جن کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں۔ انہوں نے اس عزم کا اظہار کیا کہ ملک کو قومی جذبے کے ساتھ دہشت گردی کے ناسور سے نجات دلا کر ہی دم لیا جائیگا۔ دریں اثنا وزیراعظم عمران خان اور وزیراعلیٰ پنجاب سردار عثمان بزدار نے داتا دربار خودکش حملہ کے زخمیوں کو علاج معالجہ کی بہترین سہولتیں فراہم کرنے کے احکام جاری کرتے ہوئے سکیورٹی ایجنسیز اور اعلیٰ حکام سے اس واقعہ کی رپورٹ طلب کر لی ہے۔ اس سانحہ کے بعد وزیراعلیٰ پنجاب متعدد صوبائی وزرا اور اعلیٰ سول و پولیس حکام نے جائے وقوعہ پر پہنچ کر اس سانحہ میں ہونیوالے نقصانات کا جائزہ لیا اور سکیورٹی اداروں کو ضروری ہدایات جاری کیں۔ سفاک دہشت گردوں نے اس گھناؤنی واردات کیلئے جس مقدس مہینے اور جس عقیدت والے مقام کا انتخاب کیا اسکے پیش نظر یہ نتیجہ اخذ کرنے میں کوئی دقت نہیں ہوسکتی کہ یہ عناصر اسلام کی تعلیمات اور انسانیت سے عاری ہیں جن کا ایجنڈا اس ارض وطن میں صرف انتشار اور افراتفری پیدا کرنے کا ہے تاکہ پاکستان کی سلامتی کے درپے اسکے اندرونی اور بیرونی دشمنوں کو اپنے مذموم مقاصد کی تکمیل کا موقع مل سکے۔ اس مقصد کیلئے لوگوں میں لسانیت علاقائیت اور مذہبی بنیادوں پر تفرقہ پیدا کرنے کی سازش کی جاتی ہے جس کیلئے معصوم لوگ ان کا نرم چارہ بن جاتے ہیں۔ گزشتہ کچھ عرصے سے بالخصوص بلوچستان اور خیبر پی کے میں ٹارگٹ کلنگ خودکش حملوں اور دہشت گردی کی دوسری وارداتوں کا جس بھیانک انداز میں سلسلہ شروع ہوا ہے وہ اس امر کی واضح عکاسی کرتا نظر آیا کہ دشمن مذہبی اور لسانی و علاقائی بنیادوں پر ہماری صفوں میں پیدا ہونیوالی کمزوریوں سے فائدہ اٹھانے کی منصوبہ بندی کیئے بیٹھا ہے۔ اس سلسلہ میں بھارتی ایجنسی را اور افغان ایجنسی کا کردار بھی کھل کر سامنے آیا جبکہ دہلی اور کابل باہمی ملی بھگت کے تحت پاکستان پر دہشت گردوں کے سرپرست کا لیبل لگوانا چاہتے ہیں۔ اس مقصد کیلئے وہ اپنی سرزمین کے علاوہ پاکستان کی سرزمین پر بھی دہشت گردی کی وارداتوں کیلئے کھل کھیلتے ہیں اور پھر ان وارداتوں کا ملبہ بھی پاکستان پر ڈال کر اسے اقوام عالم میں بدنام کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ (بشکریہ نوائے وقت)

رمضان المبارک نیکیوں کا موسم بہار!

ایم ایم عمران

خالق کائنات مالک عرض وسما اللہ رب العزت کا ہم پر احسان عظیم ہے کہ اس نے ایک بار پھر ہمیں ماہ صیام کی مبارک ساعتیں نصیب فرمائیں۔ قرآن مجید فرقان حمید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کر دیئے گئے جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کر دیئے گئے تھے تاکہ تم پرہیزگار بن جا۔ بلاشبہ ہجری تقویم کا نواں مہینہ رمضان المبارک تمام مہینوں کا سردار ہے جو کہ اپنے اندر ان گنت رحمتیں سموئے ہوئے ہے، خوش قسمت ہیں وہ مسلمان جو اس ماہ مبارک میں زیادہ سے زیادہ عبادت کر کے اللہ تعالیٰ کی رحمتیں سمیٹنے میں کامیاب ہو جاتے ہیں۔ اس مبارک مہینے میں ہم اپنے سابقہ گناہوں سے سچی توبہ اور آئندہ گناہ نہ کرنے کا عہد کرتے ہوئے اور اپنے نفس کی اصلاح سے خالق حقیقی کے نیک و مقرب بندے بن سکتے ہیں۔ عظمت رمضان کے بارے میں حضرت سلیمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ماہ شعبان کی آخری تاریخ کو سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں ایک خطبہ دیا اور اس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے لوگو! تم پر ایک عظمت اور برکت والا مہینہ سایہ فگن ہو رہا ہے، اس مبارک مہینہ کی ایک رات) شب قدر (ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔ اس مہینے کے روزے اللہ تعالیٰ نے فرض قرار دیئے ہیں اور اس کی راتوں میں بارگاہ خداوندی میں کھڑا ہونے) یعنی نماز تراویح پڑھنے (کو نفل عبادت مقرر کیا ہے، جو شخص اس مہینے میں اللہ کی رضا اور اس کا قرب حاصل کرنے کیلئے کوئی غیر فرض عبادت) یعنی سنت یا نوافل (ادا کرے گا تو اس کو دوسرے زمانہ کے فرضوں کے برابر ثواب ملے گا اور اس مہینے میں فرض ادا کرنے کا ثواب دوسرے زمانے کے ستر فرضوں کے برابر ہے۔ یہ صبر کا مہینہ ہے اور صبر کا بدلہ جنت ہے۔ یہ ہمدردی اور غمخواری کا مہینہ ہے اور یہی وہ مہینہ ہے جس میں ممنین بندوں کے رزق میں اضافہ کیا جاتا ہے جس نے اس مہینے میں کسی روزہ دار کو) اللہ کی رضا اور ثواب حاصل کرنے کیلئے (افطار کرایا تو یہ اس کیلئے گناہوں کی مغفرت اور آتش دوزخ سے آزادی کا ذریعہ ہوگا اور اس کو روزہ دار کے برابر ثواب دیا جائے گا، بغیر اس کے کہ روزہ دار کے ثواب میں کوئی کمی آ جائے۔ سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو کوئی کسی روزہ دار کا روزہ افطار کرا دے اس کو اللہ تعالیٰ میرے حوض) یعنی کوثر (سے ایسا سیراب کرے گا جس کے بعد اس کو کبھی پیاس ہی نہیں لگے گی حتیٰ کہ وہ جنت میں پہنچ جائے گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس ماہ مبارک کا ابتدائی حصہ رحمت ہے اور درمیانی حصہ مغفرت ہے اور آخری حصہ آتش دوزخ سے آزادی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو آدمی اس ماہ اپنے غلام و خادم کے کام میں تخفیف اور کمی کر دے گا اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت فرما دے گا۔ اس خطبہ میں ماہ رمضان کی سب سے بڑی اور پہلی عظمت و فضیلت یہ بیان کی گئی ہے کہ اس میں ایک رات ایسی ہوتی ہے جو ہزار دنوں اور راتوں سے نہیں بلکہ ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔ یہ بات قرآن مجید کی سور القدر میں بھی فرمائی گئی ہے بلکہ اس پوری سور میں اس مبارک رات کی عظمت اور فضیلت ہی کا بیان ہے اور اس رات کی عظمت و اہمیت سمجھنے کیلئے بس یہی بات کافی ہے کہ ایک ہزار مہینوں میں تقریباً تیس ہزار راتیں ہوتی ہیں۔ لیلۃ القدر کے ایک ہزار مہینوں سے بہتر ہونے کا مطلب یہ سمجھنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ سے تعلق رکھنے والے اور اس کے قرب و رضا کے طالب بندے اس ایک رات میں قرب الٰہی کی اتنی مسافت طے کر سکتے ہیں جو دوسری ہزاروں راتوں میں طے نہیں ہوسکتیں۔ اسی طرح سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کا مطلب بھی سمجھنا چاہیے کہ اس مبارک مہینہ میں جو شخص کسی قسم کی نفلی نیکی کرے گا اس کا ثواب دوسرے زمانہ کی فرض کے برابر ملے گا اور فرض نیکی کرنے والے کو دوسری زمانہ کے ستر فرض ادا کرنے کا ثواب ملے گا گویا لیلۃ القدر کی خصوصیت تو رمضان مبارک کی ایک مخصوص رات کی خصوصیت ہے، لیکن نیکی کا ثواب ستر گنا یہ رمضان مبارک کے ہر دن اور ہر رات کی برکت اور فضیلت ہے۔ حدیث درج بالا میں رمضان المبارک کے بارے میں فرمایا گیا ہے کہ یہ صبر اور غمخواری کا مہینہ ہے دینی زبان میں صبر کے اصل معنی ہیں اللہ کی رضا کیلئے اپنے نفس کی خواہشوں کو دبانا اور تلخیوں اور ناگواریوں کو جھیلنا، ظاہر ہے کہ روزہ کا اول و آخر بالکل یہی ہے۔ اسی طرح روزہ رکھ کر ہر روزہ دار کو تجربہ ہوتا ہے کہ فاقہ کیسی تکلیف کی چیز ہے، اس سے اس کے اندر ان غربا اور مساکین کی ہمدردی اور غمخواری کا جذبہ پیدا ہونا چاہیے جو بے چارے ناداری کی وجہ سے فاقوں پر فاقے کرتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ رمضان کی جب پہلی رات ہوتی ہے تو شیاطین کو بند کر دیا جاتا ہے اور مضبوط باندھ دیا جاتا ہے اور سرکش جنوں کو بھی بند کر دیا جاتا ہے اور دوزخ کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں اس کا کوئی بھی دروازہ نہیں کھولا جاتا اور بہشت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور اس کا کوئی بھی دروازہ بند نہیں کیا جاتا اور ایک آواز دینے والا آواز دیتا ہے اے نیکی کے طالب آگے بڑھ کہ نیکی کا وقت ہے اور اے بدی کے چاہنے والے بدی سے رک جا اور اپنے نفس کو گناہوں سے باز رکھ کیونکہ یہ وقت گناہوں سے توبہ کرنے اور ان کو چھوڑنے کا ہے۔ روزے دار سے متعلق اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ روزہ خاص میرے لئے ہے، اور میں ہی) جس طرح چاہوں گا (اس کا اجر و ثواب دوں گا۔ میرا بندہ میری رضا کے واسطے اپنی خواہش نفس اور اپنا کھانا پینا چھوڑ دیتا ہے) پس میں خود ہی اپنی مرضی کے مطابق اس کی اس قربانی اور نفس کشی کا صلہ دوں گا (۔ روزہ دار کے منہ کی بو اللہ کے نزدیک مشک کی خوشبو سے بھی بہتر ہے۔ روزہ دار کو چاہیے کہ وہ بے ہودہ اور فحش باتیں نہ کہے اور شور وغل نہ کرے اور اگر کوئی دوسرا اس سے گالی گلوچ یا جھگڑا کرے تو کہہ دے کہ میں روزہ سے ہوں۔ ایک حدیث میں فرمایا گیا ہے کہ جو شخص روزہ رکھے لیکن برے کاموں اور غلیظ باتوں سے پرہیز نہ کرے تو اس کے بھوکے پیاسے رہنے کی اللہ کو کوئی ضرورت نہیں ہے۔ حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ سے رویت ہے کہ سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان عظیم ہے کہ جنت کے دروازوں میں ایک خاص دروازہ ہے جس کو باب الریان کہا جاتا ہے۔ اس دروازے سے قیامت کے دن صرف روزہ داروں کا داخلہ ہوگا، ان کے سوا کوئی اس دروازے سے داخل نہیں ہو سکے گا۔ اس دن پکارا جائے گا کہ کدھر ہیں وہ بندے جو اللہ کیلئے روزے رکھا کرتے تھے اور بھوک پیاس کی تکلیف اٹھایا کرتے تھے؟ وہ اس پکار پر چل پڑیں گے اس کے سوا کسی اور کا اس دروازے سے داخلہ نہیں ہو سکے گا۔ جب وہ روزہ دار اس دروازے سے جنت میں پہنچ جائیں گے تو یہ دروازہ بند کر دیا جائے گا، پھر کسی کا اس سے داخلہ نہیں ہو سکے گا۔ اور آگے جنت میں پہنچ کر جو کچھ اللہ تعالیٰ کے انعامات ان پر ہوں گے ان کا علم تو بس اللہ تعالیٰ ہی کو ہے۔ اس مبارک ماہ کی ان تمام فضیلتوں کو دیکھتے ہوئے مسلمانوں کو اس مہینہ میں عبادت کا خاص اہتمام کرنا چاہیے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں ان مبارک ایام سے مستفید اور زیادہ سے زیادہ عبادت کا متمتع ہونے کی توفیق دے، آمین۔ اس دن پکارا جائے گا کہ کدھر ہیں وہ بندے جو اللہ کیلئے روزے رکھا کرتے تھے اور بھوک پیاس کی تکلیف اٹھایا کرتے تھے؟ وہ اس پکار پر چل پڑیں گے اس کے سوا کسی اور کا اس دروازے سے داخلہ نہیں ہو سکے گا۔ جب وہ روزہ دار اس دروازے سے جنت میں پہنچ جائیں گے تو یہ دروازہ بند کر دیا جائے گا، پھر کسی کا اس سے داخلہ نہیں ہو سکے گا۔ اور آگے جنت میں پہنچ کر جو کچھ اللہ تعالیٰ کے انعامات ان پر ہوں گے ان کا علم تو بس اللہ تعالیٰ ہی کو ہے۔

آؤ! اللہ سے باتیں کریں

ڈاکٹر کے ایس بٹالوی

پروگرام نمبر 10

ناظرین! نماز کا بیان آگے بڑھانے سے پہلے اذان کے بعد پڑھی جانے والی دعاؤں میں ایک بڑی اہم دعا پڑھی گئی ہے جس کا سمجھانا اشد ضروری ہو گیا ہے،، مشہور روایت ہے کہ قبر میں منکر و نکیر کچھ سوالات پوچھیں گے حساب کتاب کی منازل میں یہ پہلی منزل ہے جس کو یہ جوابات آ گئے وہ اگلی منازل بھی آسانی سے طے کر لے گا، اس لیے تمام مسلمانوں سے گزارش ہے کہ اس دعا کو اچھی طرح ذہن نشین کر لیں اور ہر اذان کے بعد اس دعا کا پڑھنا اپنا معمول بنا لیں، منکر و نکیر کے جوابات میں آسانی ہوگی، دعا کا ترجمہ ہے "میں راضی ہوا اللہ کیساتھ اُس کے ربّ ہونے پر اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کیساتھ رسول اور نبی ہونے پر اور اسلام کیساتھ دین ہونے پر" منکر و نکیر کے جوابات بتا دیئے ہیں اللہ عمل کی توفیق عطا فرمائے (آمین)

پروگرام نمبر 11

اپنے عنوان کو آگے بڑھاتے ہیں قانون فطرت ہے کہ جب بھی کسی بڑی شخصیت سے ملاقات کی جاتی ہے تو اُس کے کچھ لوازمات کچھ ادب اداب ہوتے ہیں، گفتگو میں بہترین الفاظ کا چناؤ کیا جاتا ہے، اسلیئے خیال رہے کہ ہم تو اللہ سے گفتگو کرنے جا رہے ہیں انداز اور انتخاب بھی اُسی کے شایان شان ہونا چاہیے، گفتگو کا آغاز اُس کی بڑائی سے کریں گے اور اپنے دونوں ہاتھ کانوں تک یا کندھوں تک اٹھاتے ہوئے اللہ اکبر کہیں گے، اللہ اکبر کا معنی ہے "اے اللہ تو ہی سب سے بڑا ہے" یہ جملہ اُس کی بڑائی کی ابتدا ہے اور ہاتھوں کی ہتھیلیاں سامنے کو رکھیں گے اور دل میں یہ تصور ہوگا "اے اللہ میں خالی ہاتھوں سے تیرے حضور پیش ہو گیا ہوں اور دنیا کو پیچھے پھینک دیا ہے"

پروگرام نمبر 12

اللہ اکبر کہہ کر دونوں ہاتھ کندھوں تک اُٹھانے کے بعد اُلٹے ہاتھ کے اوپر سیدھا ہاتھ رکھ کر سینے پر باندھ لیں، پوری محبت توجہ اور عاجزی کرنے والے انداز میں اللہ کی تعریف بیان کرنا شروع کریں یعنی "ثنا" پڑھنا شروع کریں "اے اللہ سب تعریفیں تیرے لیے ہیں تو ہی تعریف کے لائق ہے اور تیرا نام برکت والا ہے اور تو بلند مرتبے والا ہے اور تیرے علاوہ کوئی عبادت کے لائق نہیں" اس کے علاوہ ایک اور دعا بھی پڑھی جاتی ہے "اے اللہ میرے اور میری خطاؤں کے درمیان دوری پیدا کر دے جس طرح تو نے مشرق و مغرب کے درمیان دوری پیدا کی ہے اے اللہ مجھے میری خطاؤں سے اس طرح صاف کر دے جیسے سفید کپڑا میل سے صاف کر دیا جاتا ہے، مجھ سے میری خطائیں دھو دے پانی اور برف اور اولے سے"

پروگرام نمبر 13

ثنا پڑھنے کے بعد تعوذ اور تسمیہ کے بعد سورۃ فاتحہ بڑے تحمل، غور اور توجہ رکھتے ہوئے عاجزی کیساتھ پڑھیں اگر جماعت کیساتھ نماز ادا کر رہے ہیں تو امام کے پیچھے چپکے چپکے دل میں امام کی قرت رکنے پر پڑھتے جائیں اور جب امام آمین کہے تو آمین سن کر بلند آواز سے آمین کہیں۔

پروگرام نمبر 14

ناظرین! آپ سوچتے ہوں گے کہ ہم نے اپنے پروگرام کا عنوان "آؤ! اللہ سے باتیں کریں" ہی کیوں پسند کیا تو عرض ہے کہ جب اللہ نے انسان کا وجود تخلیق کرنے کا پروگرام بنایا تو فرشتوں نے اللہ سے کہا اے اللہ ہم تیری عبادت کیلئے کافی تھے یہ انسان دنیا میں فساد برپا کرے گا، تو اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو فرمایا جو کچھ میں جانتا ہوں تم نہیں جانتے انسان جب نماز کیلئے کھڑا ہوتا ہے تو اللہ فرشتوں کو بلا کر کہتا ہے آؤ دیکھو انسان نے میری تعریف بیان کی اور اُن کو کہتا کہ تم گواہ رہنا کیا یہ بات ہم انسانوں کیلئے فخر کا باعث نہیں؟ کہ فرشتوں کو ہماری نماز کا گواہ مقرر کیا جا رہا ہے جس انسان کی گواہی فرشتے دیں گے، اس کی کامیابی میں کوئی شک نہیں رہ جاتا۔

روزہ کے فوائد

رجا حسیب

روزے کے دوران ہمارے جسم کا ردعمل کیا ہوتا ہے اس بارے کچھ دلچسپ معلومات:- پہلے دو روزے:- پہلے ہی دن بلڈ شگر لیول گرتا ہے یعنی خون سے چینی کے مضر اثرات کا درجہ کم ہو جاتا ہے۔ دل کی دھڑکن سست ہو جاتی ہے اور خون کا دبا کم ہو جاتا یعنی بی پی گر جاتا ہے۔ اعصاب جمع شدہ گلاء کوجن کو آزاد کر دیتے ہیں جس کی وجہ جسمانی کمزوری کا احساس اجاگر ہو جاتا ہے۔ زہریلے مادوں کی صفاء کے پہلے مرحلہ میں نتیجتاً سر درد۔ چکر آنا۔ منہ کا بدبودار ہونا اور زبان پر مواد جمع ہوتا ہے تیسرے سے ساتویں روزے تک:- جسم کی چربی ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہوتی ہے اور پہلے مرحلہ میں گلوکوز میں تبدیل ہو جاتی ہے۔ بعض لوگوں کی جلد ملائم اور چکنا ہو جاتی ہے۔ جسم بھوک کا عادی ہونا شروع کرتا ہے اور اس طرح سال بھر مصرف رہنے والا نظام ہاضمہ رخصت مناتا ہے جس کی اسے اشد ضرورت تھی۔ خون کے سفید جرسومے اور قوت مدافعت میں اضافہ شروع ہو جاتا ہے۔ ہوسکتا ہے روزے دار کے پھیپڑوں میں معمولی تکلیف ہو اس لیے کہ زہریلے مادوں کی صفاء کا عمل شروع ہو چکا ہے۔ انتڑیوں اور کولون کی مرمت کا کام شروع ہو جاتا ہے۔ انتڑیوں کی دیواروں پر جمع مواد ڈھیلا ہونا شروع ہو جاتا ہے۔ آٹھویں سے پندھرویں روزے تک:- آپ پہلے سے توانا محسوس کرتے ہیں۔ دماغی طور پر چست اور ہلکا محسوس کرتے ہیں۔ ہوسکتا ہے پرانی چوٹ اور زخم محسوس ہونا شروع ہوں۔ اس لیے کہ اب آپ کا جسم اپنے دفاع کے لیے پہلے سے زیادہ فعال اور مضبوط ہو چکا ہے۔ جسم اپنے مردہ یا کینسر شدہ سیل کو کھانا شروع کر دیتا ہے جسے عمومی حالات میں کیموتھراپی کے ساتھ مارنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ اسی وجہ سے خلیات سے پرانی تکالیف اور درد کا احساس نسبتاً بڑھ جاتا ہے۔ اعصاب اور ٹانگوں میں تنا اس عمل کا قدرتی نتیجہ ہوتا ہے۔ یہ قوت مدافعت کے جاری عمل کی نشانی ہے۔ روزانہ نمک کے غرارے اعصابی اکڑا کا بہترین علاج ہے۔ سولویں سے تیسویں روزے تک:- جسم پوری طرح بھوک اور پیاس کو برداشت کا عادی ہو چکا ہے۔ آپ اپنے آپ کو چست۔ چاک و چوبند محسوس کرتے ہیں۔ ان دنوں آپ کی زبان بالکل صاف اور سرخی مائل ہو جاتی ہے۔ سانس میں بھی تازگی آ جاتی ہے۔ جسم کے سارے زہریلے مادوں کا خاتمہ ہو چکا ہے۔

ننھی دکان

یاسین عاصم

میں نے دیکھا کہ ماں اپنے بیٹے کو آہستہ سے مارتی اور بچے کے ساتھ خود بھی رونے لگتی۔ میں نے آگے ہو کر پوچھا بہن کیوں بچے کو مار رہی ہو جبکہ خود بھی روتی ہو اس نے جواب دیا کہ بھائی آپ کو تو معلوم ہے کہ اس کے والد اللہ کو پیارے ہو گئے ہیں اور ہم بہت غریب بھی ہیں۔ میں لوگوں کے گھروں میں مزدوری کرتی ہوں اور اس کی پڑھائی کا مشکل سے خرچ اٹھاتی ہوں۔ یہ کم بخت سکول روزانہ دیر سے جاتا ہے اور روزانہ گھر دیر سے آتا ہے۔ جاتے ہوئے راستے میں کہیں کھیل کود میں لگ جاتا ہے اور پڑھائی کی طرف ذرا بھی توجہ نہیں دیتا۔ جس کی وجہ سے روزانہ اپنی سکول کی وردی گندی کر لیتا ہے۔ میں نے بچے اور اس کی ماں کو تھوڑا سمجھایا اور چل دیا ایک دن صبح صبح سبزی منڈی کچھ سبزی وغیرہ لینے گیا تو اچانک میری نظر اسی دس سالہ بچے پر پڑی جو روزانہ گھر سے مار کھاتا تھا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ وہ بچہ منڈی میں پھر رہا ہے اور جو دکاندار اپنی دکانوں کے لیے سبزی خرید کر اپنی بوریوں میں ڈالتے تو ان سے کوئی سبزی زمین پر گر جاتی اور وہ بچہ اسے فوراً اٹھا کر اپنی جھولی میں ڈال لیتا۔ میں یہ ماجرہ دیکھ کر پریشانی میں مبتلا ہو رہا تھا کہ چکر کیا ہے۔ میں اس بچے کو چوری چوری فالو کرنے لگا۔ جب اس کی جھولی سبزی سے بھر گئی تو وہ سڑک کے کنارے بیٹھ کر اونچی اونچی آوازیں لگا کر اسے بیچنے لگا۔ منہ پر مٹی گندی وردی اور آنکھوں میں نمی کے ساتھ ایسا دوکاندار زندگی میں پہلی بار دیکھ رہا تھا۔۔۔ دیکھتے دیکھتے اچانک ایک آدمی اپنی دوکان سے اٹھا جس کی دوکان کے سامنے اس بچے نے ننھی سی دکان لگائی تھی۔ اس شخص نے آتے ہی ایک زوردار پاں مار کر اس ننھی سی دکان کو ایک ہی جھٹکے میں ساری سڑک پر پھیلا دیا اور بازو سے پکڑ کر اس بچے کو بھی اٹھا کر دھکا دے دیا۔ ننھا دکاندار آنکھوں میں آنسو لیے دوبارہ اپنی سبزی کو اکٹھا کرنے لگا اور تھوڑی دیر بعد اپنی سبزی کسی دوسری دکان کے سامنے ڈرتے ڈرتے لگا لی۔ بھلا ہو اس شخص کا جس کی دکان کے سامنے اب اس نے اپنی ننھی دکان لگائی اس شخص نے اس بچے کو کچھ نہیں کہا۔ تھوڑی سی سبزی تھی جلد ہی فروخت ہو گئی۔ اور وہ بچہ اٹھا اور بازار میں ایک کپڑے والی دکان میں داخل ہوا اور دکاندار کو وہ پیسے دیکر دکان میں پڑا اپنا سکول بیگ اٹھایا اور بنا کچھ کہے سکول کی جانب چل دیا۔ میں بھی اس کے پیچھے پیچھے چل رہا تھا۔ جب وہ بچہ سکول گیا تو ایک گھنٹا دیر ہو چکی تھی۔ جس پر اس کے استاد نے ڈنڈے سے اسے خوب مارا۔ میں نے جلدی سے جا کر استاد کو منع کیا کہ یتیم بچہ ہے اسے مت مارو۔ استاد فرمانے لگے کہ سر یہ روزانہ ایک گھنٹا دیر سے آتا ہے میں روزانہ اسے سزا دیتا ہوں کہ ڈر سے سکول ٹائم پر آئے اور کئی بار میں اس کے گھر بھی پیغام دے چکا ہوں۔ بچہ مار کھانے کے بعد کلاس میں بیٹھ کر پڑھنے لگا۔ میں نے اس کے استاد کا موبائل نمبر لیا اور گھر کی طرف چل دیا۔ گھر جا کر معلوم ہوا کہ میں جو سبزی لینے گیا تھا وہ تو بھول ہی گیا ہوں۔ حسب معمول بچے نے سکول سے گھر آ کر ماں سے ایک بار پھر مار کھائی ہوگی۔ ساری رات میرا سر چکراتا رہا۔ اگلے دن صبح کی نماز ادا کی اور فوراً بچے کے استاد کو کال کی کہ منڈی ٹائم ہر حالت میں منڈی پہنچے۔ جس پر مجھے مثبت جواب ملا۔ سورج نکلا اور بچے کا سکول جانے کا وقت ہوا اور بچہ گھر سے سیدھا منڈی اپنی ننھی دکان کا بندوبست کرنے نکلا۔ میں نے اس کے گھر جا کر اس کی والدہ کو کہا کہ بہن میرے ساتھ چلو میں تمہیں بتاتا ہوں آپ کا بیٹا سکول کیوں دیر سے جاتا ہے۔ وہ فوراً میرے ساتھ منہ میں یہ کہتے ہوئے چل پڑی کہ آج اس لڑکے کی میرے ہاتھوں خیر نہیں۔ چھوڑوں گی نہیں اسے آج۔ منڈی میں لڑکے کا استاد بھی آ چکا تھا۔ ہم تینوں نے منڈی کی تین مختلف جگہوں پر پوزیشنیں سنبھال لیں اور ننھی دکان والے کو چھپ کر دیکھنے لگے۔ حسب معمول آج بھی اسے کافی لوگوں سے جھڑکیں لینی پڑیں اور آخر کار وہ لڑکا اپنی سبزی فروخت کر کے کپڑے والی دکان کی طرف چل دیا اچانک میری نظر اس کی ماں پر پڑی تو کیا دیکھتا ہوں کہ بہت ہی دردبھری سسکیاں لے کر زاروقطار رو رہی تھی اور میں نے فوراً اس کے استاد کی طرف دیکھا تو بہت شدت سے اس کے آنسو بہہ رہے تھے۔ دونوں کے رونے میں مجھے ایسا لگ رہا تھا جیسے انہوں نے کسی مظلوم پر بہت ظلم کیا ہو اور آج ان کو اپنی غلطی کا احساس ہو رہا ہو۔ اس کی ماں روتے روتے گھر چلی گئی اور استاد بھی سسکیاں لیتے ہوئے سکول چلا گیا۔ حسب معمول بچے نے دکان دار کو پیسے دیے اور آج اس کو دکان دار نے ایک لیڈی سوٹ دیتے ہوئے کہا کہ بیٹا آج سوٹ کے سارے پیسے پورے ہو گئے ہیں۔ اپنا سوٹ لے لو۔ بچے نے اس سوٹ کو پکڑ کر سکول بیگ میں رکھا اور سکول چلا گیا۔ آج بھی ایک گھنٹا لیٹ تھا وہ سیدھا استاد کے پاس گیا اور بیگ ڈیسک پر رکھ کر مار کھانے کے لیے پوزیشن سنبھال لی اور ہاتھ آگے بڑھا دیے کہ استاد ڈنڈے سے اس کو مار لے۔ استاد کرسی سے اٹھا اور فوراً بچے کو گلے لگا کر اس قدر زور سے رویا کہ میں بھی دیکھ کر اپنے آنسوؤں پر قابو نہ رکھ سکا۔ میں نے اپنے آپ کو سنبھالا اور آگے بڑھ کر استاد کو چپ کرایا اور بچے سے پوچھا کہ یہ جو بیگ میں سوٹ ہے وہ کس کے لیے ہے۔ بچے نے جواب دیا کہ میری ماں امیر لوگوں کے گھروں میں مزدوری کرنے جاتی ہے اور اس کے کپڑے پھٹے ہوئے ہوتے ہیں۔ اس کے پاس جسم کو مکمل ڈھانپنے والا کوئی سوٹ نہیں ہے اس لیے میں نے اپنی ماں کے لیے یہ سوٹ خریدا ہے۔ یہ سوٹ اب گھر لے جا کر ماں کو دو گے؟؟؟ میں نے بچے سے سوال پوچھا۔ جواب نے میرے اور اس کے استاد کے پیروں کے نیچے سے زمین ہی نکال دی۔ بچے نے جواب دیا نہیں انکل جی چھٹی کے بعد میں اسے درزی کو سلائی کے لیے دے دوں گا اور روزانہ تھوڑے تھوڑے پیسے جمع کر کے سلائی دوں گا جب سلائی کے پیسے پورے ہو جائیں گے تب میں اسے اپنی ماں کو دوں گا۔ استاد اور میں یہ سوچ کر روتے جا رہے تھے کہ ابھی اس معصوم کو اور منڈی جانا پڑے گا، اور لوگوں سے دھکے کھانے پڑیں گے اور ننھی دکان لگانی پڑے گی۔ آخر کب تک غریبوں کے بچے ننھی دکانیں لگاتے رہیں گے۔ آخر کب تک

علم وادب

ادبی محفلیں اور چھوٹی عمر کا بڑا لکھاری!

لاہور شہر صدیوں سے ادبی اور ثقافتی سرگرمیوں کا مرکز ہے۔ پورے پاکستان اور بالخصوص صوبہ پنجاب کے دور دراز علاقوں سے کالم نگار شعرا ادیب اور فنکار اس شہر میں آتے اور اپنا آپ منواتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ لاہور میں ہر روز ہی مختلف قسم کی ادبی و ثقافتی تقریبات ہوتی رہتی ہیں اور لوگ جوق در جوق اپنے مزاج کے مطابق ان تقریبات میں شرکت کرتے ہیں۔ آج سے دس بارہ سال پہلے جب میں نے بطور کالم نگار میدانِ صحافت میں قدم رکھا تو مجھے بھی ان تقریبات میں شرکت کا موقع ملا۔ وقت گزرنے کے ساتھ ان تقریبات میں جانا نامور لوگوں کی گفتگو سننا ان سے گپ شپ کرنا اور اب نئے دور میں ان کے ساتھ سیلفیاں بنانا میرا اولین شوق بن گیا۔ یہی وجہ ہے کہ مصروفیات کے باوجود میں اپنے ضروری معاملات کو آگے پیچھے کر کے ان تقریبات میں شامل ہو ہی جاتا ہوں چاہے کچھ دیر کے لیے ہی کیوں نہ ہو۔ دو سال پہلے جب میں کالم پوائنٹ کتاب مرتب کر رہا تھا تو میرے دوست فرخ شہباز وڑائچ نے کتاب کے پیش لفظ میں لکھا تھا: حافظ صاحب کی شخصیت بیک وقت دلچسپ اور ہنگامہ خیز ہے۔ میرے خیال میں ہمارے صحافت کے طالب علموں کے لیے ان کا کیس سٹڈی کیس کی حیثیت رکھتا ہے۔ حافظ زاہد وہ واحد انسان ہیں جو آپ کو شہر کی ہر چھوٹی بڑی تقریب میں آسانی سے میسر ہیں۔ آپ شہر لاہور کے کسی بھی کونے میں تقریب رکھ کر دیکھ لیں زاہد صاحب پھر بھی وہ پہلے آدمی ہوں گے جو تقریب سے پہلے وہاں پائے جائیں گے۔ یہ سوال کرنے میں بالکل نہیں ہچکچاتے اور یہی ان کی سب سے بڑی خوبی ہے۔ موصوف پی آر کے سٹوڈنٹس کے لیے سراپا ماڈل ہیں۔ آپ کا تعلق چاہے کسی بھی شعبے سے ہو آپ چاہے دودھ کا کاروبار کرتے ہیں یا امریکہ کے سفیر ہیں اگر ایک مرتبہ آپ کا سامنا موصوف سے ہو گیا ہے تو آپ ان کا تعارف سنے بغیر کہیں نہیں جا سکتے۔ یہی وجہ ہے کہ آج زاہد صاحب کو وہ بھی جانتے ہیں جن کو کوئی نہیں جانتا۔ اسی طرح کے ایک ادبی پروگرام کے اختتام پر چائے کا کپ ہاتھ میں لیے میں شرکاِ محفل سے محوِ گفتگو تھا کہ ایک پندرہ سولہ سالہ پیارا سا لڑکا میرے پاس آیا۔ سلام دعا کے بعد اس نے بتایا: سر! میں کہانیاں لکھتا ہوں۔ میں نے اس کی تعریف کرتے اور اس کا کندھا تھپکاتے ہوئے کہا کہ بیٹا لکھنا بہت اچھی بات ہے سو آپ لکھتے رہنا ان شاءاللہ آپ خوب ترقی کرو گے اور نام کماؤ گے۔ میرا خیال تھا کہ ابھی اس نے لکھنے کی ابتدا کی ہو گی مگر چائے کی چسکیوں کے ساتھ جب باتوں کا سلسلہ آگے بڑھا تو پتا چلا کہ اس کی کہانیوں کی کتاب بھی شائع ہو چکی ہے۔ اس پر میں چونک سا گیا اور میرے دل میں ہیرو جیسے نظر آنے والے نوعمر لکھاری کے لیے انتہائی تعریفانہ جذبات نے انگڑائی لی اور مجھے لگا کہ اس لکھاری میں بلا کی سی صلاحیتیں ہیں جو اسے قدرت کی طرف سے بطور انعام ملی ہیں۔ جانے سے پہلے اس نے میرا نمبر لیا اور یہ کہتے ہوئے جدا ہوا کہ بھائی میں اپنی کتاب آپ کو دوں گا آپ مجھے یاد رکھیے گا۔ اس کے بعد فون پر ہمارا تھوڑا سا رابطہ رہا اور پھر ایک پروگرام میں جب وہ ملا تو خوبصورت انداز میں آنکھیں جھپکاتے ہوئے اس نے مجھے اپنی کتاب دی۔ میری حیرانگی کی انتہا نہ رہی جب میں نے دیکھا کہ کتاب کا مرکزی نکتہ بچوں کی کہانیوں کے بجائے پراسرار کہانیاں تھا۔ گھر جا کر کتاب کی ورق گردانی کی تو کتاب بہت دلچسپ اور عام کہانی کی کتابوں کی ذراہٹ کے لگی۔ رات کے پچھلے پہر آدھی رات کو پورے چاند کی روشنی میں جب میں ایک کہانی پڑھ رہا تھا تو ڈر کے احساسات نے میرے اندر ڈیرے ڈال لیے اور میرے دل سے بے ساختہ یہ جملے نکلے: اس موضوع پر اس سے بہترین تحریر کوئی اور ہو ہی نہیں سکتی کیونکہ یہ کسی بھی لکھاری کے لیے انتہائی کامیابی کی علامت ہے کہ قاری اس کی تحریر کو پڑھ کر اسے اپنے اندر محسوس کرے۔ یقین مانئے کہ پندرہ کہانیوں پر مشتمل یہ مجموعہ اپنے موضوع کے حوالے سے ایک لازوال دستاویز کی حیثیت رکھتا ہے۔ انتہائی خوبصورت انداز میں اچھوتے موضوع پر لکھی گئی تحریریں اس بات کا واضح اور بین ثبوت ہیں کہ یہ نوعمر لکھاری خداداد صلاحیتوں کا مالک ہے جسے دنیا فلک زاہد کے نام سے جانتی ہے۔ فلک زاہد کی دلچسپ بات یہ ہے کہ وہ لڑکی ہوتے ہوئے لڑکوں جیسے زندگی گزارتا ہیلڑکوں کی طرح ڈریسنگ کرتا ہیمز کر انداز میں بولتا ہیایلین ڈیلن کا بڑا فین ہے۔ یہ سب باتیں اسے دوسروں لوگوں سے یونیک بناتی ہیں۔ مزید یہ کہ فلک زاہد نے اس ایک کتاب پر ہی سٹاپ نہیں لگایا بلکہ اس کی دوسری کتاب بھوتوں کا تاج تخلیق پبلش ہو چکی اور پہلی کتاب کی طرح اس کتاب نے بھی ادبی حلقوں میں بہت پذیرائی حاصل کی ہے۔ اس کا اندازہ اس بات سے آسانی سے لگایا جا سکتا ہے کہ گزشتہ ماہ ایکسپو لاہور میں ہونے والے کتاب میلہ میں یہ کتاب ہاتھوں ہاتھ فروخت ہوئی۔ اس وقت میرے لئے یہ خبر انتہائی خوشی کی باعث ہے کہ اس کی تیسری کتاب قدیم چڑچھی جلد پایہ تکمیل کو پہنچ رہی ہے جو کچھ عرصہ میں ان شا اللہ ہم سب کے ہاتھوں میں ہوگی۔ اور میرا کامل یقین ہے کہ فلک زاہد کی صلاحیتیں اس نئی کتاب میں مزید ابھر کر سامنے آئیں گی اور یہ پہلی دونوں کتابوں سے زیادہ کامیابی حاصل کرے گی۔ آج کل فلک زاہد اپنیہیر و ایلین ڈیلن کی آٹوبائیوگرافی لکھ رہا ہے اور ایلین کے بارے میں فلک کے لکھے گئے کئی ایک مضامین مختلف اخبارات کی زینت بھی بن چکے ہیں۔ فلک زاہد کی شخصیت کا ایک پہلو یہ بھی ہے کہ یہ کتابوں اور خاص کر ناول پڑھنے کا بہت شوقین ہے۔ آئے روز اس کے وٹس ایپ سٹیٹس سے پتا چلتا ہے کہ اس نے آج فلاں کتاب ختم کر لی اور فلاں ناول پڑھ لیا۔ صرف اطلاع ہی نہیں بلکہ اس کتاب پر سیر حاصل تبصرہ بھی ساتھ موجود ہوتا ہے جو اس کتاب کے تمام پہلوں کو قاری کے ذہن میں بٹھانے کے لیے کافی ہوتا ہے۔ میرا فلک کو مشورہ ہے کہ ان کتابوں کے تبصرہ کو کالم کی شکل میں محفوظ کر لیا کرے تاکہ یہ سارے تبصرے ضائع ہونے کے بجائے ریکارڈ کا حصہ بن جائیں اور لوگ اس سے فائدہ اٹھا سکیں۔ آخر میں یہ کہنا ہے کہ بعض لوگ فلک کو چھوٹا خیال کرتے ہیں لیکن میرا ماننا ہے کہ فلک عمر میں چھوٹا ضرور ہے اور اس نے ابھی زندگی کی پندرہ سولہ بہاریں دیکھی ہیں لیکن درحقیقت وہ ایک بڑا لکھاری ہے اور اللہ تعالیٰ نے اسے لکھنے کی بے بہا دولت سے نوازا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ایسی عمر جس میں بچے اپنا وقت غیر ضروری کاموں میں ضائع کرتے پھرتے ہیں اس میں فلک دو کتابیں لکھ چکا ہے اور اگلی دو کتابوں پہ کام جاری ہے۔ دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ فلک زاہد کو کامیابیوں کے فلک تک پہنچائے اور اسے دن دوگنی رات چوگنی ترقی عطا فرمائے۔ آخر میں فلک کے لیے ایک بات کہنا چاہوں گا: فلک! میں فلک تک آپ کے ساتھ ہوں سو دلیری سے لکھو اور دنیا پر چھا جا!

لطیفے

بادشاہ اور نیک وزیر

نظمیں

پہیلیاں

راستہ تلاش کریں

کتاب زندگی

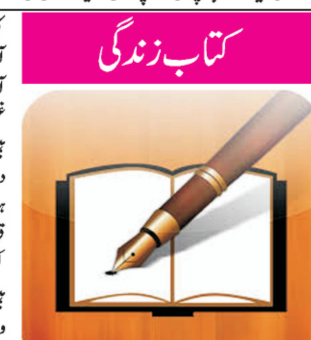

میرے بچپن کے دن

تنقید کی ادب میں اہمیت کیا ہے؟

پاکستان میں آم کی اقسام

دنیا کے سات قدیم عجائبات